# تبصرے

کتاب العشر والزکوٰۃ | از مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی۔ تقطیع کلاں ضخامت ۱۹۸ صفحات کتابت و طباعت اور کاغذ بہتر۔ قیمت للعہ رپتہ: مکتبہ امارت شرعیہ۔ پھلواری شریف ضلع پٹنہ (صوبہ بہار)

زکوٰۃ اسلام کا کتنا اہم رکن ہے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ۳۲ مقامات پر نماز اور زکوٰۃ دونوں کا ایک ساتھ ذکر آیا ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ رکن جتنا اہم ہے مسلمان بحیثیت مجموعی اس سے اتنے ہی غافل ہیں۔ پھر جو لوگ زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں تو مصارف اور دوسرے احکام زکوٰۃ کا صحیح علم نہ ہونے کے باعث ان سے طرح طرح کی غلطیاں ہوجاتی ہیں۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر اس تمام رقم کو جمع کیا جائے جو ہندوستان کے مسلمان ہر سال زکوٰۃ کے طور پر نکالتے ہیں تو بے شبہ وہ اتنی بڑی رقم ہوسکتی ہے کہ اس سے ایک اسٹیٹ کا انتظام کیا جاسکے۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے تمام جماعتی اور ملی کام ناتمام اور ابتر ہیں اور ہر جگہ مسلمانوں کے افلاس کا رونا ہے۔

مولانا عبد الصمد صاحب نے انھیں ضرورتوں اور نقائصوں کے پیش نظر نہایت تحقیق و تفصیل سے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے اور اس میں زکوٰۃ اور عشر کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو تشنہ چھوڑ دیا گیا ہو۔ آپ نے پہلے آیات قرآنی اور احادیث صحیحا اور اجماع و اقوال فقہا سے زکوٰۃ کی فرضیت اور اس سے متعلق وعد و وعید کا بیان کیا ہے۔ پھر دوسرے باب میں اس سے بحث کی ہے کہ زکوٰۃ اور عشر کو وصول کرنے کا حق کس کو ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے نہایت طویل بحث کی ہے اور آیات قرآنی۔ اقوال مفسرین۔ احادیث و آثار صحابہ اور فقہا ائمہ کے فتاویٰ سے یہ ثابت کیا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے کا حق شرعاً والی اور امام کو ہے۔ تیسرے باب میں اموال باطنہ کا اور اس بات کا بیان ہے کہ امام کو ان میں تصرف کرنے اور مطالبہ کرنے کا حق ہے۔ بقیہ ابواب میں زکوٰۃ کے

دوسرے مسائل مثلاً نصاب۔ اور مصارف وغیرہ کا مفصل اور مدلل بیان ہے۔ اسی ذیل میں عشر پر بہت مفصل بحث ہوگئی ہے اور آپ نے اس میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کی تیرہ قسمیں بتاکر لکھا ہے کہ ان میں سے دس قسمیں تو زمین کے عشری ہونے کی ہیں۔ باقی تین البتہ خراجی ہونے کی صورتیں ہیں لیکن چونکہ یہ تینوں صورتیں محتمل ہیں یقینی نہیں۔ اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ زمین کی نوعیت کا صحیح علم نہ ہونے کی صورت میں مالک عشر ہی ادا کرے۔

فاضل مصنف کا منشا اس کتاب کی تصنیف سے یہ ہے کہ مسلمان عشر اور زکوٰۃ کے احکام و مسائل اور ان کی اہمیت سے واقف ہوجائیں اور ساتھ ہی صوبہ بہار کے مسلمان اس حقیقت کو سمجھ جائیں کہ چونکہ اس صوبہ میں ایک باقاعدہ امیر موجود ہے اور امارتِ شرعیہ قائم ہے اس لئے مسلمانانِ صوبہ کو چاہئے کہ بطور خود ادا کرنے کے بجائے امیر شریعت کو زکوٰۃ ادا کریں پھر امیر کو اختیار ہوگا کہ وہ مصارف شرعیہ میں اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کردے۔ مولانا کا یہ مقصد نہایت مبارک ہے اور اگر واقعی کم از کم صوبہ بہار کے مسلمانوں نے ہی اس حقیقت کو سمجھکر اس پر عمل شروع کردیا تو اس صوبہ کے بہت سے اجتماعی اسلامی کام بڑی سہولت سے انجام پاسکتے ہیں۔ جہانتک کتاب کے اس پہلو کا تعلق ہے ہم مولانا سے بالکل متفق ہیں اور آپ کی یہ کوشش بہرحال لائق تحسین و آفریں ہے۔

البتہ فقہی اعتبار سے ہمارے نزدیک اس کتاب کے بعض مسائل میں کلام کی گنجائش ہے مثلاً یہ کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں بھی اگر کوئی شخص بطور خود فقراء کو زکوٰۃ دیدیگا تو وہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی یہ صحیح ہے کہ امام کو جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہے لیکن اس امام سے مراد وہ امام ہے جو صاحب قوتِ تنفید ہو۔ اور اسلامی حدود و عقوبات کو بھی جاری کرسکتا ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں بالفعل ایسے امام کا وجود متصور نہیں۔ اسی طرح چاندی کے نصاب سے متعلق جو مولانا نے ۳۶ تولہ ۵ ماشہ ۴ رتی کی مقدار لکھی ہے یہ مولانا عبدالحی کی تحقیق پر مبنی ہے علماء دیوبند کا عام فتویٰ یہ ہے کہ ۵۲ تولہ ۶ ماشہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ بہرحال یہ باتیں فقیہانہ مباحث سے تعلق رکھتی ہیں۔ عام مسلمانوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید اور موجب بصیرت ہوگا